مولانا عبدالحقؒ سنتِ رسول ﷺ سے والہانہ عشق رکھتے تھے

انہوں نے پارلیمنٹ میں دین کی بالادستی کیلئے معرکۃ الآراء تقریریں کیں

جناب احمد کامران صاحب ایڈیٹر روزنامہ مشرق لاہور

عظمت کسے کہتے ہیں؟ اور بڑائی کا معیار کیا ہے ان سوالات کا جواب ہر شخص اپنی عقل کے مطابق دیتا ہے کوئی بڑے عہدے پر کام کرنے والے کو بڑا آدمی سمجھتا ہے کسی کا خیال ہے کہ زیادہ دھن و دولت والا آدمی بڑا آدمی ہوتا ہے بہت سے لوگ شاندار کوٹھیوں اور اونچے محلات میں رہنے والے افراد کو بڑا سمجھتے ہیں دیہات کے لوگ لمبی چوڑی زمینوں کے مالک کو بڑا انسان قرار دیتے ہیں بہت سے افراد ایسے شخص کو بڑا آدمی کہتے ہیں جو ہر دلعزیز ہو اور عوام کی اکثریت کا جتھا اس کے ساتھ ہو۔ بڑائی کی یہ ساری کسوٹیاں کھوٹی ہیں۔ اصل بڑائی تو ایمان کی مضبوطی اور نیک اعمال کی زندگی کا نام ہے۔ عظمت کا یہ معیار سامنے آتا ہے تو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق رحؒ کی شخصیت کے نقوش خود بخود اجاگر ہو جاتے ہیں۔ وہ زندگی بھر ایمان، دینی علوم اور حسنِ عمل کی قندیلیں روشن کرتے رہے اور اصلی عظمت کا ایسا سچا معیار چھوڑ گئے کہ اب دور دور تک ان کا ثانی نظر نہیں آتا۔

مولانا عبدالحقؒ ایک طرف دینی علوم کے بحر ذخار تھے تو دوسری طرف وہ عارف باللہ بھی تھے۔ ان کا اپنے رب کے ساتھ خاص تعلق تھا انہیں دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی کے ایک ایک گوشے کو اسوۂ حسنہ کے نور سے منور کیا تھا وہ اپنے علم، اپنے حلم اپنے تدبر اور حسن عمل کی بدولت اس قدر محترم اور معتبر بن گئے تھے کہ بڑے سے بڑا فرمانروا بھی ان کے بوسیدہ مکان کی چوکھٹ پر جبین عقیدت لے کر حاضر ہوتا تھا۔ انہوں نے اپنے مہمانوں سے کبھی امتیاز نہیں برتا۔ وہ ایک معمولی مزدور سے بھی اسی نرمی اور نوازش سے پیش آتے تھے جس خندہ روئی سے وہ اونچے سے اونچے افسروں اور حکمرانوں سے ملتے تھے یہ ان کی اعلیٰ سیرت کا بڑا ممتاز وصف تھا جو ان کی بڑائی کی پہچان بن گیا تھا۔ مجھے مولانا سے ملاقات کا اعزاز بارہا حاصل ہوا جب بھی ان سے مل کر واپس آیا یوں محسوس ہوا جیسے مجھ میں اچھا انسان بننے کی استعداد پیدا ہو گئی ہے۔

جب میں پہلی مرتبہ حضرتؒ والا سے ملنے اکوڑہ خٹک پہنچا تو حضرتؒ اپنے مکان کی بالائی منزل میں مقیم تھے اور بیمار تھے راقم نے حضرتؒ کی خدمت میں ایک چٹ بھیجی۔ بیماری اور ضعف کے باوجود ان کی دینی حمیت نے ایک مہمان کو لوٹانا گوارا نہ کیا فوراً ایک بچے کو بھیجا اور اوپر اپنے کمرے میں بلوا لیا۔ سرخ و سفید رنگ، چہرہ مبارک اتنا نورانی کہ نگاہ نہیں ٹھہرتی، ستواں ناک، شفقت و مرحمت کے شعاعیں بکھیرتی ہوئی آنکھیں۔ گھنی سفید داڑھی پورا سراپا نور و نکہت کا مرقع۔ یہ حضرت مولانا عبدالحقؒ تھے نہایت تپاک اور گرم جوشی سے ملے چاروں طرف قرآن کریم کی تفاسیر اور حدیث شریف کی کتابیں سلیقے سے رکھی ہوئی تھیں اور حضرت چارپائی پر آرام فرما تھے نقاہت کے باوجود وہ اپنے مہمان کے اکرام میں اٹھ کر بیٹھ گئے۔ میں ان دنوں طرح طرح کے ذہنی صدمات سے دوچار تھا۔ حضرت والا نے دھیمے دھیمے دلنشین لہجے میں قرآن کریم کی ایک آیت تلاوت فرمائی پھر اس کی تشریح بیان فرمائی خلاصہ یہ تھا کہ تقویٰ اختیار کرو اللہ تعالیٰ تمہارے سارے مصائب و مکروہات دور فرما دے گا۔ حضرت والا سے میری پہلے کوئی ملاقات نہیں ہوئی تھی نہ ہی حضرتؒ میرے حالات سے آگاہ تھے۔ لیکن انہوں نے جو آیت مبارک پڑھی وہ ٹھیک ٹھیک میرے حالات کی ترجمان اور میری ذہنی جراحتوں کا مرہم تھی، جس سے بڑا اطمینان نصیب ہوا۔ بعد کو حضرتؒ نے میرے حالات دریافت کئے۔ تسلی اور دل آسائی کے جملے ارشاد فرماتے رہے یہ سلسلہ گفتگو دراز ہوا تو حضرت مولانا حسین احمد مدنی، مولانا ابوالکلام آزاد کا ذکر جمیل چھڑ گیا کچھ دیر ان دونوں اکابر کے دینی علمی اور عملی محاسن کا تذکرہ فرماتے رہے حضرت کی گفتگو بڑی مبارک اور بڑی دلنشین تھی۔ دھیمے دھیمے لہجے میں ٹھہر ٹھہر کر بولتے تھے ہر جملہ نپا تلا اور حشو و زوائد سے پاک ہوتا تھا اتنی دلکش اور اس قدر ایمان افروز باتیں کرتے تھے کہ جی چاہتا تھا وہ اسی طرح موتی رولتے رہیں اور ہم اپنے دامن سماعت میں سمیٹتے رہیں ؎

بہت لگتا تھا جی محفل میں ان کی
وہ اپنی ذات میں اک انجمن تھے

بعد کو حضرتؒ کے صاحبزادوں سینیٹر مولانا سمیع الحق اور مولانا انوار الحق صاحب نے حضرتؒ سے ملاقات کرانے کا سہولت بخش اہتمام فرما دیا اس طرح حضرت والا سے ملنے کے مواقع بڑھ گئے کبھی حضرت والا کے دولت کدے پر اور کبھی دارالعلوم میں ملاقات کی عزت نصیب ہوتی رہی ان ملاقاتوں کی تفصیل لکھوں تو پھر اس کا سمیٹنا مشکل ہو جائے گا۔ فی الحال ان ملاقاتوں کا ماحصل بیان کرتا ہوں۔ میں مولانا عبدالحقؒ کی جس خوبی سے سب سے زیادہ متاثر ہوا۔ وہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کا والہانہ عشق تھا۔ وہ رسول مقبولؐ کی ایک سنت کے مقابلے میں ہفت اقلیم کو گرد سمجھتے تھے ان کی آنکھیں اکثر دکھتی رہتی تھیں جن کے علاج کے لئے وہ اکثر پشاور تشریف لے جاتے تھے۔ بڑھاپے

نے نقاہت میں اضافہ کر دیا تھا پیدل چلنے سے تقریباً معذور تھے ۔ مگر ان ساری معذوریوں کے باوجود وہ اذان سنتے ہی گھر سے نکل پڑتے تھے صاحبزادے کے کندھے کے سہارے دھیمی دھیمی رفتار سے مسجد تشریف لاتے تھے اور باجماعت نماز ادا کرتے تھے میں نے انہیں نماز پڑھتے بغور دیکھا ۔ وہ گرد و پیش سے بے خبر یاد الٰہی میں ڈوب کر نماز پڑھتے تھے ۔ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ اپنے مالک کے جمال جہاں آرا کے نظارے میں کھو گئے ہیں اور انہیں اپنی بندگی اور اپنے ربّ کی عظمت و برگزیدگی کا مکمل احساس ہے نماز کے بعد اتنی دلسوزی اور اس قدر جذب و انہماک سے دعا مانگتے تھے جیسے قادر مطلق سامنے تشریف فرما ہے اور وہ اس کے حضور جو عرضیاں پیش کر رہے ہیں وہ منظور ہوتی چلی جا رہی ہیں ۔ یہ ایسا روح پرور اور ایمان افروز منظر ہوتا تھا کہ مجھ جیسے گناہگاروں کو بھی ایمان و یقین کی حلاوت کا مزہ آجاتا تھا ۔

ان کی سیرت کا ایک اور بہت نمایاں وصف ان کی حق گوئی اور بے باکی تھی ۔ وہ بڑے سے بڑے جابر فرمانروا کو بھی خاطر میں نہیں لاتے تھے اور جس چیز کو حق سمجھتے تھے اس کا اعلان و اظہار بے دھڑک کر دیتے تھے ۔ وہ مدتوں قومی اسمبلی کے ممبر رہے اور قرآن و سنت کی عمل داری کے لئے کوشاں رہے انہوں نے پارلیمنٹ میں دین کی بالادستی کے لئے جو تقریریں کیں ان کی گونج ہماری پارلیمانی تاریخ میں ہمیشہ سنائی دے گی ۔ حضرت مولانا عبدالحق ؒ خطوں کا جواب بہت جلد اور تفصیل سے مرحمت فرماتے تھے آخری دنوں میں جب وہ خود لکھنے سے معذور ہو گئے تب بھی ان کی مہربانی کا یہ وصف برقرار رہا اور اپنے معاونین کے ذریعے خطوں کے جواب مرحمت فرماتے رہے انہیں اپنے جلیل القدر اسلاف اور عالی مقام اساتذہ کی منزلت کا پورا احساس تھا انہوں نے اپنے بزرگوں کے علمی دینی اور تہذیبی ورثے کی نہ صرف پوری حفاظت فرمائی بلکہ اس میں اپنی سیرت و شخصیت کے کمالات سے اضافہ بھی فرمایا ۔

مولانا عبدالحق ؒ میں مہمان نوازی کی شان حد سے زیادہ بڑھی ہوئی تھی علالت، نقاہت اور ضعیفی کے باوجود مہمان کے قیام و طعام کا مکمل جزئیات کے ساتھ پورا اہتمام فرماتے تھے ۔ غرض مند کیسا ہی ہوتا وہ اس سے جھنجلاتے نہیں تھے اس کی بات پوری توجہ سے سنتے تھے اس کا درد ٹٹولتے تھے اس کے لئے خشوع و خضوع سے دعا فرماتے تھے اور اوراد و وظائف مرحمت فرماتے تھے اور امید و آرام کے ایسے بشارت بھرے جملے ارشاد فرماتے تھے کہ دکھڑے لے کر آنے والا شخص اپنے سارے دکھ بھول جاتا تھا اور مطمئن و مسرور ہو کر واپس جاتا تھا حدیث شریف سے بے پناہ عشق تھا آنکھوں کی تکلیف چلنے پھرنے سے معذوری اور بڑھاپے کے باوجود پورے ذوق و شوق اور مستعدی سے دار العلوم تشریف لے جاتے تھے اور طلبہ کو درس حدیث دیتے تھے ۔ وہ اپنے چھوٹوں کو بہت نوازتے تھے بہت زیادہ عزت افزائی فرماتے تھے اور اپنی شفقت و مرحمت سے ان کے ارادوں کو اس قدر مضبوط اور بالیدہ کر دیتے تھے کہ ان میں دینی زندگی کی لگن اور مصائب کا دلیری سے مقابلہ کرنے کی ہمت پیدا ہو جاتی تھی ۔

مولانا مرحوم سے آخری ملاقات لاہور میں ہوئی جب وہ حضرت میاں اجمل قادری کی دعوت پر شیرانوالا تشریف لائے تھے حضرت میاں صاحب نے ان کے اعزاز میں ضیافت دی تھی ۔ وہ ضیافت میں حضرت مولانا محمد اجمل خان اور حضرت میاں اجمل قادری سے گفتگو فرما رہے تھے وہ ضیافت کے بیچ اٹھ گئے ۔ کھانا نہیں کھایا اور اس حجرے میں تشریف لے گئے جہاں حضرت مولانا احمد علی اپنے ربّ کی یادوں میں ڈوبے رہتے تھے ۔ وہاں دیر تک عبادت و نوافل میں مشغول رہے اور پھر سب کو دعائیں دیتے اور سب پہ اپنی محبت شفقت اور مرحمت کا نور چھڑکتے ہوئے واپس راولپنڈی تشریف لے گئے کسے خبر تھی کہ یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہوگی اور ہم پھر کبھی ان کی زیارت سے مشرف نہیں ہو پائیں گے اب انہیں دل ڈھونڈتا ہے وہ علم و عمل کی اتنی بڑی متاع تھے کہ اب ان کی نظر دور دور تک نظر نہیں آتی ۔ ؎

محفل میں کہیں بوئے دمساز نہیں آتی
اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی

جھونپڑوں سے لے کر اقتدار کے اونچے ایوانوں تک ہر کس و ناکس نے حضرت مولانا عبدالحق ؒ سے فیض پایا اور اپنی زندگی بسر کرنے کی تڑپ اور استعداد حاصل کی ۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے اتنی بڑی خدمت لی تو یقیناً انہیں اپنی بے کراں رحمتوں اور نوازشوں سے بھی سرفراز فرمایا ہوگا اور وہ اپنے حسنات کی جنت میں آسودۂ راحت ہوں گے ۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمیں ان جیسی دینی زندگی بسر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

سلسلۂ مطبوعات مؤتمر المصنفین (۲۳)

معروف سکالر، عظیم داعی، مفسر قرآن، شارح حدیث

حضرت العلامہ مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی مدظلہ کے علمی و دینی مکتوبات کا مجموعہ

کشکولِ معرفت

تالیف: عبدالقیوم حقانی

پیش لفظ: مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ "الحق"

علم و عمل، دین و دنیا، مسنون وظائف، مفید کتابوں کا تعارف، مغربی سیاست کی مضرت، دینی سیاست کی ضرورت، تصوف و سلوک اور شریعت و طریقت کی جامعیت کا دلچسپ مرقع

مؤتمر المصنفین

دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک

پشاور (پاکستان)